حمیداللہ/ ڈاکٹر نعیم مظہر
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

منظر نگاری اور ناول

Hameedullah
PhD scholar, Urdu Deptt. NUML, Islamabad
Dr Naeem Mazhar
Assistant Professor, Urdu Deptt. NUML, Islamabad

Imagery and Novel

Imagery is an important feature of literary writings. In novel, it is the basic tool to communicate the environment of the story and characters. It is also used to enhance and to emphasize on certain moods and effects of the thematic content. The article deals with the basics of imagery as a literary tool with special reference to art of novel writing.

منظر نگاری عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جائے نظر، آنکھ، نظر، چہرہ، صورت، شکل اور حدِ نظر ہے۔ منظر نگاری ناول کا بنیادی حصہ ہے۔ ایک ناول نگار اپنے گردوپیش کے حالات کی تصویر کشی کرتا ہے۔ ناول نگار کو جس طرح سڈول بدن کے قوس اور خطوط، چہرے کے نقش ونگار اور خدوخال مناسب، موزوں اور خوبصورت معلوم ہوتے ہیں عین اسی طرح کوہساروں کے سلسلے کا تناسب ابروبرق کی کرشمہ آفرینیاں، باغ در باغ اور دشت ودمن کے نظارے حسین اور خوبصورت معلوم ہوتے ہیں اور جب فنکار شاہد بن کر اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے تو مناظر کی تصویر کشی میں حسن پیدا ہوتا ہے۔ ناول میں زندگی کے مختلف تجربات اور مناظر ہوتے ہیں۔ واقعات کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ پلاٹ، کردار، مکالمہ، منظر نگاری اور فلسفۂ زندگی کی جھلک ہوتی ہے۔

منظر نگاری عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی (۱) جائے نظر، آنکھ، نظر (۲) نظارہ، سیر گاہ، تماشا گاہ (۳) چہرہ، صورت، شکل (۴) حدِ نظر (۵) دریچہ۔ کھڑکی۔ وزن۔ سوراخ (۶) اونچی عمارت۔ لاٹھ۔ مینار (۱)

ایک باکمال فنکار منظر کشی کو ناول کا لازمی حصہ بنا دیتا ہے وہ اس کی مدد سے کرداروں کی فطرت، سیرت، جذبات اور احساسات کے مختلف گوشوں کو بے نقاب کرتا ہے اور قدرتی مناظر کی ایسی تصویر تیار کرتا ہے جو افرادِ قصہ کے وقتی جذبات سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہوں۔ جب ایک تخلیقی فنکار مختلف مناظر پیش کرتا ہے اور حیات وکائنات کا مشاہدہ کرتا ہے تو اپنی فنی بصیرت سے ایسے مرقعے پیش کرتا ہے جس سے قاری متاثر ہوتا ہے اور اپنے آپ کو اس ماحول میں محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس

ضمن میں ڈاکٹر ابواللیث صدیقی رقمطراز ہیں۔

ناول میں اس حقیقت نگاری کے حصول کے لیے ضروری ہوجاتا ہے کہ ایسے آسان اور فطری انداز میں ہر واقعہ — منظر یا حالت کو پیش کیا جائے کہ ہم حکایات پر حقیقت کا دھوکا کھا جائیں اور کم از کم پڑھتے وقت ضرور اس فریب میں مبتلا ہو جائیں کہ فرضی واقعہ کو بھی حقیقی سمجھنے لگیں یہاں تک کہ ہم افرادِ قصہ کے رنج والم اور ان کی مسرت وشادمانی سے اس طرح متاثر ہونے لگیں گویا سب کچھ ہم پر گزر رہا ہے۔ (۲)

عام طور پر منظر نگاری سے فنکار دو کام لیتا ہے یا تو تخلیقی فنکار ایک منظر سے اپنی کہانی کا پس منظر بناتا ہے یا پھر کسی منظر سے اپنے کرداروں کے جذبات اور ان کی ذہنی کیفیات کی عکاسی کرتا ہے۔ بقول ڈاکٹر قمر رئیس

عام طور پر ناول نگار اس سے دو کام لیتا ہے۔ اوّل یہ کہ دشت و باغ کے خاکے بنا کر یا دریاؤں، کوہساروں اور موسموں کی کیفیت بیان کر کے وہ اپنے قاری کو ایک خاص فضا، خطہ یا زمانہ میں پہنچا دیتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ قدرتی مناظر کے پس منظر میں وہ اپنے کردار کی فطرت، ان کے جذبات اور ذہنی کیفیات کو اجاگر کرتا ہے۔ (۳)

ایک اچھے منظر پیش کرنے کے لیے ناول نگار کا مشاہدہ اور تربیت لازمی ہے جس طرح اُسے اپنے ماحول میں کہانی اور کرداروں کی تلاش میں کہیں دور نہیں جانا پڑتا اس طرح پس منظر کے لیے اُسے اپنے گردوپیش کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ لیکن اس پس منظر کو منتخب کر کے جوں کا توں پیش کر دیا ہے۔ یہ اس کا کام نہیں یہ تو ایک فوٹو گرافر بھی کر سکتا ہے۔ اسے اس پس منظر میں جان پیدا کرنا ہے اور یہ اس وقت ممکن ہے جب اس نے فطرت کے وسیع ذخیرہ کو آنکھ کھول کر دیکھا ہو۔ اگر وہ اپنی سیر میں ہر چیز پر ایک سرسری نظر ڈال کر گزرتا ہے تو شاید پس منظر کی روح تک کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔ اعلیٰ درجے کا پس منظر غیر معمولی چیزوں کو تلاش کر کے لانے سے تیار نہیں ہوتا بلکہ روزمرہ زندگی کے معمولی منظروں میں چھوٹی چھوٹی چیزوں کو اُبھارنے اور اجاگر کرنے سے یہ مقصد حاصل ہوتا ہے۔ بقول ڈاکٹر ابواللیث صدیقی

جن لوگوں میں قوت مشاہدہ کی کمی ہوتی ہے وہ معمولی باتوں کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں اور غیر معمولی واقعات اور حالات کی تلاش کرتے ہیں۔ غیر معمولی حالات تو صرف غیر معمولی لوگوں کو کبھی کبھی پیش آسکتے ہیں وہ زندگی کے عام معمولات سے خارج ہیں، انھیں جس ناول نگار نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ (۴)

ناول نگار حیات رنگ و بو کے مناظر کو اپنے جذبات و وارداتِ قلبی کی تصویر کشی کے سلسلے میں پس منظر کے طور پر استعمال کرتا ہے یا مناظر فطرت کو انسانی افعال و اعمال و جذبات سے اسی طرح مربوط کرے کہ جذبے کی تصویر مناظر فطرت کے چوکھٹے میں پڑی ہوئی نظر آئے۔ انسان حسن کائنات کی وسعت اور ہیئت کے سامنے اپنے آپ کو کمزور اور خفی محسوس کرے کہ مناظر زیست مثلاً کوہساروں کے وسیع سلسلے خوبصورت پھولوں سے لپٹے ہوئے باغ، پھلوں سے لدے پھندے اشجار، طویل و عریض دریا، زائیدانِ نور کا تاجدار سورج، کہکشاں، چاند اور ستارے سب سے انسان بیگانہ ہیں۔ اس کی تقدیر سے بے پرواہ ہو کر بلکہ انسان کی تمدنی اور ثقافتی رفتار میں حائل ہوتے ہیں۔ انسان کو ہساروں کی کاٹ کر راستہ بنالیتا ہے۔ صحرا کو کھیتوں میں بدلنے پر اور جنگلوں کو گلستان میں بدلنے پر مجبور ہوتا ہے۔

انسانی فطرت ماحول کے سانچے میں ڈھل کر اپنی صورت اختیار کرتی ہے۔ جیسا ماحول ہوتا ہے ویسا انسان

ہوتا ہے۔ گویا انسان اپنے ماحول کا تابع ہے۔ ماحول کا لفظ بڑا وسیع معانی رکھتا ہے۔ اس دائرے میں نہ صرف جغرافیائی حدیں آتی ہیں بلکہ تہذیب، معاشرت اور عقائد و رسوم سے بھی اس کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ ناول کا ماحول انسان ہی کا ماحول ہے۔ ناول نگار ناول میں کسی مخصوص خطے یا مقام کے مختلف کرداروں کے حامل افراد کی زندگی کو پیش کرتا ہے۔(۵)

منظر کشی اردو ناول کی دلچسپی کا ایک ذریعہ ہے۔ تصویر کشی کے ذریعے ذہن میں مخفی امور اور نفسانی حالت کو محسوس صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسی طرح تصویر کشی کے ذریعے عام طور سے دیکھے جانے والے حوادث و مشاہدہ، انسانی اجسام کی منظر کشی کی جاتی ہے۔ پھر سلیقہ سے کھینچی ہوئی اس تصویر میں ترقی پیدا ہو کر زندگی اور حرکت نمودار ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ذہنی چیز متشکل و متحرک سامنے آجاتی ہے۔ اسی طرح نفسانی حالت ایک منظر کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ تصویر کے ذریعے حوادث و مشاہدہ اور قصے و مناظر ابھر کر سامنے آموجود ہوتے ہیں اور ان میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر ان میں قوتِ گویائی کا اضافہ ہو جائے تو زندہ ایکٹر کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ پہلا پردہ سکرین ہے جس پر حوادث کا ظہور ہوا اور ہوتا رہے گا۔ ناول کا قاری ان مناظر میں محو ہو کر بھول جاتا ہے کہ یہ ناول ہے جس کو وہ پڑھ رہا ہے۔ غرض یہ کہ سکرین پر یہ مناظر کی تبدیلی سے انسانی وجدان بھی متاثر ہوتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ زبان گویا ہو کر پوشیدہ احساسات کی غمازی کرتی ہے کہ یہ ''مناظر'' زندگی کی ترجمانی نہیں کرتے بلکہ بذات خود زندہ ہیں۔

اس کو دائرہ عمل یا (Setting) بھی کہتے ہیں۔ پلاٹ کردار نگاری اور مکالمے کی طرح یہ بھی ایک ضروری عنصر ہے، منظر کشی ناول کی فنی ضرورت ہے۔ کہانیوں اور داستانوں میں منظر کشی تو ہوتی تھی لیکن وہ تصوری یا خیالی منظر کشی ہوتی تھی۔ آج کے ناول میں ذہن، فطرت، واقعات اور متحرک انسان ہی نہیں بلکہ تاریخی و جغرافیائی واقفیت بھی اتنی ہی ضروری ہے۔۔Setting کے لیے ضروری ہے کہ کسی خاص مقام یا کسی خاص عہد کی سچی تصاویر پیش کی جائیں اور اس خیال کے پیش نظر وہ ناول اچھی ناول کہی جائے گی جس میں عہد رفتہ اپنی جملہ خصوصیات کے ساتھ قاری کی نظروں کے سامنے آجائے، ورنہ مصنف اپنی کوشش میں ناکامیاب رہے گا۔(۶)

منظر نگاری ناول کے عناصر ترکیبی میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ اکثر و بیشتر ناقدینِ ادب نے منظر کشی کو ناول کی فنی مبادیات کا ایک ضروری حصہ قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں بدرہ خاتون اپنی تحقیقی مقالے میں لکھتی ہیں۔

بعض نقادوں نے منظر نگاری کو بھی ناول کے بنیادی مقتضیات میں شمار کیا ہے اور اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ اکثر ناول نگاروں نے ناولوں میں مناظرِ فطرت کی تصویریں بھی پیش کی ہیں تا کہ ناول کے واقعات کو موثر بنانے کے لیے جذباتی پس منظر فراہم کیا جاسکے یا کسی داخلی کیفیت کو خارجی سطح پر دکھایا جاسکے اور اس میں شبہ نہیں کہ ناول میں مناظر فطرت کی برمحل تصویروں کے ذریعے کرداروں کی داخلی کیفیات کو اجاگر کرنے اور واقعات کو روشن کرنے میں مدد لی جاسکتی ہے لیکن بسا اوقات اس کا بے محل استعمال بھی ناول کی خوبصورتی کو زائل کر دیتا ہے۔(۷)

منظر نگاری میں مختلف علاقوں کی ثقافت و تہذیب، میلوں ٹھیلوں، شادی بیاہ کی تقریبات، جلسے جلوسوں کی تصویر کشی ہوتی ہے۔ لہٰذا ناول نگار کو مطالعہ، اُسلوب اور انداز تحریر پر گرفت حاصل ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں علی عباس حسینی لکھتے ہیں۔

ناول کا پانچواں عنصر منظر نگاری ہے اس کی وجہ سے زمان و مکان کی تعین ہوتی ہے، اوقات اور موسموں کا بیان،

کمروں اور مکانوں کے خاکے، آبادیوں کے نقشے، اسبابِ ضرورت و زینت کی تصویریں اور ناچ و رنگ، میلوں ٹیلوں، جلسوں جلوسوں کے مرقعے اسی جزو سے متعلق ہیں۔ ناول نگار کو چاہیے کہ وہ ان امور کو اس سلیقہ اور انداز سے بیان کرے کہ پڑھنے والے کے سامنے تصویر کھنچ جائے۔ (۸)

جب ایک ناول نگار لفظوں میں تصویر کشی کرتا ہے تو فن پارے میں ایک حسن اور خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ ناول نگار کے اسلوب، اندازِ تحریر اور اس کی فنی بصیرت پر منحصر ہے کہ وہ کسی منظر کو کس حد تک متحرک بنانے کی جسارت اور قدرت رکھتا ہے۔ بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ ناول نگار اپنے کمزور اسلوب کی وجہ سے رواں دواں منظر کو ساقط کر کے رکھ دیتا ہے اور بعض اوقات ناول نگار کا ایک اچھا اسلوب اور لفظوں کا چناؤ ایک ٹھہرے منظر کو حرکت دیتا ہے۔

منظر نگاری سے کئی فائدے مقصود ہوتے ہیں۔ ان کی تفصیلات اپنے تنوع کے باعث قاری کی دلچسپی میں اضافہ کرتی ہیں۔ جب فنکار پلاٹ کی مختلف منزلوں میں کسی مقام پر تھکن سی محسوس کرنے لگتا ہے تو ایک باسلیقہ ناول نگار اسے گھٹے ہوئے ماحول سے نکال کر ایک کھلی ہوئی فضا کی سیر کرانے لے جاتا ہے تاکہ وہ تازہ دم ہو کر پھر کہانی سننے کے لیے تیار ہو جائے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر ممتاز احمد خان لکھتے ہیں۔

ماحول میں محلے، گلیاں، رسم و رواج، میلے ٹھیلے، کرتب، تماشے اور روئے زمین پر ہونے والے دلچسپ واقعات جو ماحول کے اجزا ہوں ناول میں دلچسپی برقرار رکھنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں اس لیے کہ یہ قاری کے تصور میں ایک خاص ماحول زندہ کر کے اس کا چند لمحوں کے لیے حصہ بنا دیتے ہیں۔(۹)

کبھی کبھار ناول نگار منظر کو پس منظر کے طور پر بھی استعمال کرتا ہے۔ اس لیے قاری کو آنے والے واقعات کے اشارے ملتے ہیں اور ان کا ذہن اس کی نوعیت کا اندازہ لگا لیتا ہے۔ یہ ایک فطری طریقہ ہے جو قاری کی ذہنی کیفیت کو قصے کے اتار چڑھاؤ کے مطابق رفتہ رفتہ تبدیل کرتا ہے۔ عام طور سے قدرتی مناظر انسان سے الگ کوئی اہمیت اور معنی نہیں رکھتے ان میں معنویت انسانی تعلق سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے ایسے الگ تھلک مناظر جن کا ناول کے کرداروں یا واقعات سے گہرا لگاؤ نہ ہو تو ناول کے اثر میں اضافے کے بجائے الٹا اسے نقصان پہنچاتے ہیں۔

اگر ناول نگار کو کہانی کہنے پر گرفت حاصل ہو تو نہ صرف ناول کی دلچسپی اور حسن میں اضافہ ہو جاتا ہے بلکہ ناول میں کرداروں کی اہمیت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ احسان اکبر ناول پر گرفت مضبوط ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''کہانی کہنے والے کو اگر ناول پر گرفت نصیب ہو تو عروج والے نقاط کی زیادتی یہاں عیب کی بجائے حسن بن جاتی ہے۔(۱۰)

منظر کشی اردو ناول کی دلچسپی کا ایک ذریعہ ہے۔ تصویر کشی کے ذریعے ذہن میں مخفی امور اور نفسانی حالت کو محسوس صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسی طرح تصویر کشی کے ذریعے عام طور سے دیکھے جانے والے حوادث و مشاہدہ، انسانی اجسام کی منظر کشی کی جاتی ہے۔ پھر سلیقہ سے کھینچی ہوئی اس تصویر میں ترقی پیدا ہو کر زندگی اور حرکت نمودار ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ذہنی چیز متشکل و متحرک سامنے آجاتی ہے۔ اسی طرح نفسانی حالت ایک منظر کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ تصویر کے ذریعے حوادث و مشاہدہ اور قصے و مناظر ابھر کر سامنے آموجود ہوتے ہیں اور ان میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ ناول کا قاری ان مناظر میں محو ہو کر بھول جاتا ہے کہ یہ ناول ہے جس کو وہ پڑھ رہا ہے۔ غرض یہ کہ سکرین پر یہ مناظر کی تبدیلی سے انسانی

وجدان بھی متاثر ہوتا رہتا ہے۔حتیٰ کہ زبان گویا ہو کر پوشیدہ احساسات کی غمازی کرتی ہے کہ یہ مناظر زندگی کی ترجمانی نہیں کرتے بلکہ بذات خود زندہ ہیں۔

واضح رہے کہ اس بحث میں منظر کشی کے مفہوم میں وسعت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ اردو ناول میں منظر کشی کی اطراف حدود و اقسام وضع ہو سکے۔تصویر رنگ کی مدد سے بھی کھینچی جاتی ہے اور حرکت و تخیل کے ذریعے بھی۔تصویر کشی میں بعض اوقات رنگ کے بجائے نغمہ و آہنگ سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ بسا اوقات یوں بھی ہو جاتا ہے کہ تصویر سازی میں شکل و صورت ،مکالمہ،عبارت کی موزونی اور سیاق و سباق کی یک رنگی بھی مفید مطلب ثابت ہوتی ہے۔ جب یہ تصویر سامنے آتی ہے تو آنکھ اور کان، حس و خیال اور فکر و وجدان کبھی اس سے لذت یاب ہوتے ہیں۔

پھر یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ منظر کشی اور تصویر سازی بے جان رنگ اور جامد خطوط سے اخذ نہیں کی جاتی بلکہ یہ زندگی سے بہرہ ور لوگوں کی دنیا سے ماخوذ ہوتی ہے۔ یہ ایسی تصویر ہے جس میں بعد و مسافت کا اندازہ شعور و وجدان سے کیا جاتا ہے۔ معانی تصویر کے رنگ میں سامنے آنے اور زندگی انسانوں کے نفوس کو متاثر کرنے یا ان طبعی مشاہدہ پر اثر انداز ہوتے ہیں جس کو زندگی کا لباس پہنایا گیا ہوتا ہے۔ منظر نگاری کی مختلف صورتیں ہیں، اردو ناول میں مختلف مقامات پر اس سے کام لیا گیا ہے۔ منظر نگاری سے ناول نگار کے کئی فائدے مقصود ہوتے ہیں جیسا کہ پس منظر بنانا، کرداروں کے جذبات کی عکاسی کرنا، تاریخ کی عکاسی کرنا وغیرہ وغیرہ۔

ب۔ منظر نگاری کی مختلف صورتیں

ثقافتی اور تہذیبی منظر نگاری:

ثقافت عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مادہ ث ق ف (ثقف) ہے جس کا مطلب زیرکی، دانائی کسی کام کے کرنے میں صداقت اور مہارت ہے۔ چنانچہ عربی ڈکشنری (لاروس) میں لکھا ہے ''غلبہ فی الحذق والحارۃ'' ثقف زیرک دانا حاذق شخص کو کہا جاتا ہے (قاموس) دوسرا لفظ جو ثقافت کا ہم معنی تصور کیا جاتا ہے تہذیب ہے۔

> ثقافت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی عقلمند ہونا، نیک ہونا۔(۱) تہذیب (۲) کلچر تہذیب بھی عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی (۱) آراستگی، صفائی، اصلاح (۲) شائستگی، خوش اخلاقی (انگ) (Culture) (۱۱)

گویا لفظ ثقافت کا مفہوم ذہنی اور فکری صلاحیتوں پر محیط ہے اور تہذیب کا لفظ انداز و اطوار کی شائستگی اور پاکیزگی کو ظاہر کرتا ہے۔اس طرح دونوں لفظ مل کر ایک ایسے انسان کا تصور پیش کرتے ہیں جو آداب و معاشرت کے ساتھ ساتھ علوم و فنون میں بھی زیرک و دانا اور عقل مند اور نیک ہو۔ جب اس مفہوم کو فرد سے ہٹ کر پورے معاشرے کے لیے استعمال کریں تو مراد ایسا معاشرہ ہوگا جو اطوار و انداز کے ساتھ ساتھ علوم و فنون میں بھی ترقی و مہارت رکھتا ہو۔ اکثر اوقات ثقافت اور تہذیب کے مفہوم اکھٹا کر کے ایک لفظ کلچر (Culture) کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ڈاکٹر جمیل جالبی نے اپنی کتاب ''پاکستانی کلچر'' میں لکھا ہے۔

> میں نے لفظ ثقافت اور تہذیب کے معنی کو یکجا کر کے ان کے لیے ایک لفظ کلچر استعمال کیا ہے۔جس میں تہذیب و ثقافت دونوں کے مفاہیم شامل ہیں۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ کلچر ایک ایسا لفظ ہے جو زندگی کی ساری سرگرمیوں کو خواہ وہ ذہنی ہوں یا جسمانی خارجی ہوں یا داخلی احاطہ کر لیتا ہے۔(۱۲)

ثقافت، علوم وفنون، عقائد ورسوم، اخلاقیات، قوانین، عادات واطوار سے بھرا ہوا طرزِ حیات ہے جس کا اکتساب انسانی معاشرے کے فرد کی حیثیت سے کرتا ہے۔

کلچر کے ذیل میں لانے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا اظہار معاشرے کے مختلف گروہوں، طبقوں اور افراد میں یکساں طور پر ہونا چاہیے۔ اس کی مثال یہ ہوسکتی ہے کہ جب ایک فرد گھر سے باہر جاتا ہے تو وہ اپنا دایاں پیر پہلے باہر رکھتا ہے۔ یہ انفرادی معاملہ ہے لیکن اگر معاشرے کے افراد عام طور پر گھر سے باہر جاتے وقت نیک شگون کے طور پر دایاں پیر پہلے باہر رکھیں گے تو اس عمل سے افراد کے طرزِ عمل سے باضابطگی پیدا ہو جائے گی اور یہ کلچر کے ذیل میں شمار ہوگا۔ شادی بیاہ کی رسوم، آرسی، مصحف، مہندی، چوتھی ولیمہ وغیرہ سب ایک خاص معاشرے کے ثقافتی وصف کہلائیں گے۔

ثقافت کا یہ مخصوص تہذیبی اور تربیتی پہلو کہلاتا ہے کیونکہ ایک طرح سے یہی وہ راستہ ہے جس سے گزر کر انسان گروہی تجربات سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ معاشرے کا رنگ ڈھنگ اختیار کرتا ہے دیکھا جائے تو اسی میں معاشرے کی یک جہتی اور اس کے ساتھ ساتھ مزاحمتی قوت کا راز بھی پوشیدہ ہے۔

المختصر یہ ہے کہ انسان نے خطِ زمین پر رہتے ہوئے جب سے شعور کی حدوں میں قدم رکھا اس کی سوچ کا محور یہ چیز رہی ہے کہ عرصہ حیات کو کسی طرح مسرت کی کیفیت اور امن کی حالت سے ہمکنار کیا جائے۔ مادی مظاہر اور انسانی تعامل کے درمیان ساری جدلیات کی حقیقی بنیاد یہی خواہش ہے۔ اسی سیاق وسباق میں لفظ کی تخلیق ہوئی، اوزار وآلات ایجاد ہوئے، گھر کی تعمیر کی گئی، شہر بسائے گئے، مجلسی اور معاشرتی آداب وضع کیے گئے تاکہ انسان زیادہ سے زیادہ بامعنی اور باوقار طریقے سے زندہ رہ سکے۔ اجتماعی طرزِ عمل کے اس بھرپور مظاہرے کا نام ثقافت ہے جو چہرے کی طرح معاشرے کی پہچان ہوتی ہے۔

انسان کی اولین خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کو زیادہ سے زیادہ پرسکون امن خوشحالی اور شائستگی کیساتھ گزارے اور خواہشوں کے حصول کی خاطر ایسے نظام وضع کرے جو ایک اعلیٰ تر سطح پر زندگی گزارنے کا جواز بن سکے۔ دیکھا جائے تو اسی ضرورت کو پیش نظر ہی اس نے اپنی تخلیقی توانائیوں کو بروئے کار لاکر اوزار وآلات ایجاد کیے۔ آسمانی آفات سے بچنے کے لیے گھر تعمیر کیے، دشمن کی کارگزاریوں سے تحفظ کی خاطر قلعہ بندیاں کیں۔ اشیاء ضرورت کے لیے منڈیوں کا نظام بنایا اور آدابِ معاشرت، مجلسی اخلاقیات اور رسوم ورواج کو جنم دیا۔

اردو ناول میں ثقافتی مناظر سے فنکار کے کئی فائدے مقصود ہوتے ہیں۔ جب فنکار انسان کی کرشہ سازی کا مطالعہ کرتا ہے تو اس سے ایک طرف اسے ایک تاریخ کی عکاسی مقصود ہوتی ہے تو دوسری طرف کسی ملک، علاقے کے رہن سہن، آدابِ معاشرت، میلوں ٹھیلوں، عید اور تہواروں، رسم ورواج، عادات واطور پیش کرنا مقصود ہوتا ہے۔ فنکار جب کسی ملک کی ثقافت اور تہذیب جس میں انسان کے ہاتھوں کی کرشمہ سازی کارفرما ہوتی ہے، کا مطالعہ کرتا ہے تو اس قسم کا لطف وسرور حاصل کرتا ہے جو عام لوگ یعنی جو شہری ہوتے ہیں اور ہر وقت وہ بازاروں، میلوں ٹھیلوں کو دیکھ کر حاصل کرتے ہیں۔ اس سے ایک بات سامنے آجاتی ہے کہ انسان جب کسی جنگل وصحرا میں ہوتا ہے اور اس کو جنگل وصحرا کے علاوہ کائنات کی رنگینی جس میں فنکاروں کے ہنر کارفرما ہو وہ مقامات، رنگینی اور تقاریب دیکھنا چاہتا ہے۔ جہاں لوگوں کے ہجوم، رنگ رلیاں اور زندگی کی خوشیاں ہوں۔ جس طرح فنکار کو خوبصورت بند کے قوس، خطوط، چہرے کے نقش ونگار اور خدوخال مناسب، موزوں اور خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح کائنات میں انسانوں کے ہاتھوں کی کرشمہ سازی اور لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔ کبھی کبھار ناول نگار ثقافتی

منظر اپنی کہانی کے پس منظر کے طور پر پیش کرتا ہے۔اس سے یہ بات مقصود ہوتی ہے کہ آنے والے واقعات کے اشارے مل جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس عہد کی تاریخ کی عکاسی بھی مقصود ہوتی ہے۔

ثقافتی منظر پیش کرنے سے فنکار اپنے کرداروں کے جذبات اور احساسات کی عکاسی بھی کرتا ہے۔یعنی جب کسی کردار کو کٹھن گھڑی کا سامنا ہو تو فنکار اس کے لیے بوسیدہ مکانات، تڑپتی دھوپ اور سڑکوں کی ویرانی کا منظر پیش کرتا ہے۔جیسا کہ ''گودان'' شوکت صدیقی کے ناول ''خدا کی بستی'' انتظار حسین ''تذکرہ'' اور عبداللہ حسین کی ''اداس نسلیں'' وغیرہ میں اس قسم کے ثقافتی مناظر سے کرداروں کے جذبات کی عکاسی کی گئی ہے۔

ثقافتی مناظر سے ناول کسی عہد کی خوب ترجمانی ہوتی ہے مثلاً اگر کسی عہد میں عوام خوشحالی کی زندگی بسر کرتی ہے تو وہاں کی ثقافت اور تہذیب کافی شائستہ اور شگفتہ نظر آئے گی لیکن اگر کسی عہد میں کسی قوم کو جنگ و جدال اور فسادات کا سامنا ہے تو ظاہر ہے پھر اس ملک اور قوم کی ثقافت اور تہذیب بگڑی اور کمزور ہوگی۔ ۱۸۵۷ء کے فسادات سے ہندوستانی ثقافت اور تہذیب متاثر ہوئی۔دلی اجڑ گئی تھی، لکھنؤ کی رونقیں اور رنگ رلیاں ختم ہوگئی تھیں۔اس طرح ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند اور فسادات سے ہندو پاک کی ثقافت اور تہذیب کافی متاثر ہوئی تھی۔

اس لیے یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ ناول نگار ثقافتی مناظر سے اپنے ناول کی دلچسپی کے ساتھ ساتھ کسی ملک وعلاقے کی ثقافت و تہذیب پیش کر کے نہ صرف اس عہد کی تاریخ پیش کرتا ہے بلکہ اپنے کرداروں کے خیالات اور جذبات کو اُجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔

فطری اور قدرتی منظر نگاری:

منظر نگاری کے مراحل میں فطری مناظر کو دوسرا مقام حاصل ہے۔فطری اور قدرتی منظر نگاری سے مراد اللہ کی خوبصورت کائنات کی کرشمہ سازی ہے۔جس طرح اللہ حسن و جمال کو پسند کرتا ہے اسی طرح اپنی کائنات کو خوبصورت بنایا ہے۔قدرتی مناظر میں موسموں کا حال، بارش کی بوچھاڑ، جنگلوں اور کوہساروں کی خوبصورتی، نیلے آسمان پر ہلکے ہلکے بادل، اُفقِ مشرق کی کرنیں، غروبِ آفتاب کا منظر، چودھویں کا چاند، ستاروں بھرا آسمان، سمندروں کی موجیں، برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں کی چوٹیاں، سرسبز و شاداب میدان، پھولوں سے بھرا ہوا گلستان، شبنم کے قطرے، بادِ نسیم کے ٹھنڈے جھونکے، گلستان میں بلبل کی سُریلی آوازیں اور پھولوں کی مہک وغیرہ شامل ہیں۔

فطرت ایک طرح سے اپنا ایک الگ وجود رکھتی ہے اور بے نیاز بھی ہے، اس کا ایک گھمبیر، رعب وجلال اور اس کی دلکشا فضا انسان کے مسائل اور کارکردگیوں سے بے نیاز اپنا کام کرتی ہے۔انسان اپنے محسوسات اور اپنی کارکردگی کے لیے اُسے اپنا سہارا بنا لیتا ہے۔فطرت پر نہ انسان کے مصائب کا اثر ہوتا ہے اور نہ خوشیوں کا۔کوئی چاہے تو اُسے اپنی خوشیوں میں شریک کرے یا اپنے غم سے اُسے مغموم دیکھنے لگے۔یہ اُس کے احساس اور تصور پر منحصر ہے۔تاہم اکثر ناول نگار اپنے ناولوں میں فطرت کا سہارہ لیتے ہیں تو اس سے ان ناولوں کے ارتقاء اور ان کے فضائی ماحول میں ان سے مدد ضروری ملتی ہے اور کبھی کبھی یہ بیرونی صورتیں اور طاقتیں انسان کے عمل کا پیش خیمہ بھی ہو جاتی ہیں اور انھیں ایک خاص مزاجی کیفیت اور عمل کے لیے تیار بھی کرتی ہیں۔

اردو ناولوں میں اکثر و بیشتر ناول نگار اپنی کہانی کا آغاز ایک فطری منظر سے کرتے ہیں۔اس سے کئی فائدے مقصود ہوتے ہیں۔مثلاً ایک فطری منظر کو اپنی کہانی کے لیے پس منظر بنانا، یا اپنے کرداروں کے جذبات اور احساسات کو اجاگر کرنے

کے لیے فطری منظر کا سہارا لینا۔ کبھی کبھار ناول کے درمیانی ابواب میں کرداروں کی نفسیات، قوت ارادی اور ان کے داخلی کرب اور احساس، اظہار انعکاس، سب کچھ فطرت کی بیرونی صورتوں سے بنتا اور بگڑتا ہے۔ طوفان میں گھرے ہوئے انسانوں کا فوری عمل، اس کے خوف کی ذہنی کیفیت سب کو ہساروں میں پرسکون اور اطمینان بخش صورتوں سے کس قدر مختلف ہوجاتے ہیں اور فطرت کس طرح مختلف صورتوں میں حالات کو بدل دیتی ہے۔

ایک ماہر فنکار فطرت سے اچھی مدد لے کر اپنے ناول میں دلچسپی، خوبصورتی اور حسن کو بڑھا سکتا ہے لیکن اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے وہ یہ کہ ناول کا قصہ فطرت سے ہم آمیز اور ہم آہنگ ہو۔ نہ یہ ہو کہ ناول کا قصہ بالکل الگ ہوجائے اور فطرت کا بیان محض ایک الگ سے نکلا ہوا کوہان معلوم ہو یا کہ محسوس ہو کہ ناول نگار محض دکھاوے یا تقلید محض کے لیے فطرت نگاری کا استعمال کر رہا ہے۔ وہ اگر فطرت صرف منظر کے لیے پیش ہو رہی ہے تو وہاں بھی محسوس ہو کہ جیسے یہاں میں فطری منظر نگاری قصے واقعات سے جڑی ہوئی ہے۔

تخیلاتی منظر نگاری:

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اردو ناول نے اپنے انداز بیان میں منظر نگاری اور تصویر کشی کے طریقہ کو اختیار کیا ہے نیز یہ کہ منظر نگاری اردو ناول کے انداز و اسلوب کی اصل اساس ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ منظر نگاری کا یہ موضوع ختم ہوا اور ہم نے اس کا حق ادا کیا بلکہ اس موضوع پر بحث و مباحثہ کی ضرورت ہے تا کہ منظر نگاری کی مختلف صورتیں واضح ہوجائیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تصویر کس اساس پر مبنی ہے؟ تو اس کی وضاحت کچھ یوں ہوسکتی ہے کہ جس طرح بعض اوقات معانی ذہنیہ اور حالتِ نفسیہ کو محسوس صورت میں بیان کیا جاتا ہے اسی طرح انسانی نمونے اور صورت بشریہ کو بھی محسوس انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ایک محسوس کیے جانے والے حادثہ کو اور آنکھوں کے ساتھ دیکھے جانے والے منظر کو بھی خیالی تصویر کے انداز میں سامنے لایا جاتا ہے۔ پھر اسی تصویر کو ترقی دے کر اس میں حیات و حرکتِ نو پیدا کر دی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معانی ذہنیہ میں ہیئت و حرکت پیدا ہوجاتی ہے۔ حالت نفسیہ ایک منظر بن کر سامنے آجاتی ہے اور انسانی ڈھانچہ ایک زندہ اور موجود شخص کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔ اس طرح حوادث ہوں یا قصوں کے مشاہدات ہوں یہ مناظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتے ہیں۔ ان میں زندگی بھی ہوتی ہے اور حرکت بھی اور اگر اس میں مکالمہ کا اضافہ بھی کر دیا جائے تو اس میں تخیل کے سارے عناصر جمع ہوجاتے ہیں اور کوئی کمی باقی نہیں رہتی۔

اردو ناول میں تخیلاتی مناظر کی تصویریں بہت کم ایسی ہیں جو خاموشی اور سکون کی حالت میں سامنے آتی ہیں اور ان کی خاموشی اور سکون ایک خاص فنی مقصد کے تحت ہوتا ہے جو اس کا متقاضی ہوتا ہے۔ اکثر تصاویر میں بظاہر یا پوشیدہ حرکت پائی جاتی ہے۔ اسی حرکت کی وجہ سے ان میں زندگی کی حرکت تیز ہوتی ہے۔ یہ حرکت کس قسم کی ہے تو واضح رہے کہ یہ اسی قسم کی زندہ حرکت ہے جس کی وجہ سے ظاہر اشیاء میں زندگی کی دھڑکن محسوس ہوتی ہے۔ انسانی وجدان میں جو زندگی پوشیدہ ہے وہ بھی اس حرکت پر مبنی ہے۔ اس حرکت کو تخیل حسی کا نام دیا جاسکتا ہے۔ اردو ناول کا مدار و انحصار بھی اسی حرکت پر ہے۔ یہ حرکت ہر تصویر میں اسی طرح موجود ہے جس طرح زندگی رنگ و شکل کے اختلاف کے باجود مختلف صورتوں میں پائی جاتی ہے۔ اردو ناول میں تخیلاتی مناظر کی مثالیں اکثر و بیشتر ناول نگاروں کے ہاں ملتی ہیں۔ عبدالحلیم شررؔ نے جنت کا منظر پیش کیا ہے۔ اسی طرح سرشارؔ، عزیز احمد، عبداللہ حسین، قرۃ العین حیدر وغیرہ نے بھی تخیلاتی مناظر پیش کر کے واقعات و حوادث بیان کیے ہیں۔

جنگی اور رزمیہ مناظر:

منظر نگاری کی صورتوں میں چوتھی صورت جنگی منظر کشی ہے۔اس میں واقع شدہ حوادث کی تصویر کشی کی جاتی ہے۔ناول چونکہ قصے کہانی کا نام ہے اس لیے اس کی منظر کشی میں وسعت پائی جاتی ہے۔جنگ میں دو فریقین کے درمیان حوادث و واقعات کی منظر کشی سے ناول کی دلچسپی اور تجسس بڑھ جاتا ہے۔کائنات میں اکثر و بیشتر کچھ مذہبی، سیاسی اختلافات کی بنا پر جنگ وجدل درپیش ہونا پڑتا ہے۔تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ انسانی زندگی جتنی پرانی ہے اتنی ہی ضرور کوئی نہ کوئی جنگی حالات سے انسان کو دوچار ہونا پڑا ہے۔یہ جنگ ملکی سطح پر ہو یا علاقے کی سطح پر، ہمیشہ سے انسان کو متاثر کرتی آرہی ہے۔اردو ناول میں تاریخی جنگوں کے علاوہ چشم دید جنگوں کے واقعات بھی نظر آتے ہیں۔

تاریخی واقعات اور جنگی حالات کی منظر کشی ہمارے ہاں بعض ناول نگاروں نے بڑی چابکدستی سے پیش کی ہے۔اس طرح حقیقی جنگی مناظر بھی اردو ناول کی خوبصورتی اور دلچسپی کے باعث بن گئے ہیں۔۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ۱۹۴۷ء کے تقسیم ہند کے فسادات اور ۱۹۷۱ء کا سقوط ڈھاکا، یہ تمام وہ واقعات ہیں جن سے ادیب اور فنکار نہایت متاثر ہوئے ہیں اور انھوں نے اپنے ناول میں ان حالات و واقعات کی تصویر کشی کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ اردو ناول کی فنی لوازم میں وسعت پیدا کی ہے بلکہ اس سے تاریخ کی عکاسی بھی ہوگئی ہے۔جنگی مناظر پیش کرنے سے ایک طرف فنکار کا اپنے داخلی کرب اور جذبات پیش کرنا بھی مقصود ہوتا ہے تو دوسری طرف وہ ناول کی کہانی کے تسلسل کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔جنگی منظر پیش کرنے کے لیے ضروری ہے کہ فنکار تاریخ کا خوب مطالعہ کریں۔ایک اچھا منظر تب وجود میں آسکتا ہے جب کسی ملک کی سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات و واقعات کا مشاہدہ کیا جائے۔بسا اوقات ناول نگار کسی جنگی منظر کو پس منظر کے طور پر بھی پیش کرتا ہے۔پس منظر کا دراصل مقصد اس تاثر کو بڑھانا ہوتا ہے جو ناول میں کسی خاص حوادث و واقعات سے پیدا ہوتا ہے۔اس لیے پس منظر اور نفس قصہ میں ہم آہنگی ضروری ہے۔

جنگی مناظر ننگی تلواریں، تڑپتی لاشیں، توپوں گولیوں کے چلنے کی آوزیں، گھوڑوں کے پاؤں سے اڑتی ہوئی گرد، خون کی بہتی ہوئی ندیاں اور فتح کی تمنا ناول میں دلچسپی اور تجسس کا باعث ہوتی ہے۔اردو ادب کے ناول نگاروں کے ہاں رزمیہ اور جنگی مناظر اکثر و بیشتر ناولوں میں نظر آتے ہیں۔اردو ناول میں جنگی مناظر نذیر احمد سے لیکر غالباً تا حال تک کے ناولوں میں نظر آتے ہیں۔

ناول نگار منظر پیش کرنے میں اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کرتا ہے۔اکثر و بیشتر ناول نگار اپنے کرداروں کے احساسات کے لیے منظر کا سہارا لیتے ہیں۔اگر کوئی کردار دنیاوی غم والم میں مبتلا ہے تو اُسے کائنات بھی بے معنی نظر آتی ہے بلکہ یہی نہیں قدرت کے غیض وغضب اور زہر آلود صفات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔اسی طرح اگر کوئی کردار دنیاوی خوشی اور مسرت، سکونِ قلب اور خوشحالی کی زندگی گزار رہا ہے تو مناظر فطرت کی فضا آفرینی سے لطف وسرور اٹھالیتا ہے۔ناول نگار اپنے ذہنی تخیل اور شائستہ اسلوب سے منظر میں جان ڈالتا ہے اور جامد منظر کو متحرک بناتا ہے۔کرداروں کے ساتھ ساتھ اس کی شخصیت بھی ناول میں جھلکتی نظر آتی ہے۔ناول میں ناول نگاروں کی حیثیت ایک مصور کی طرح ہوتی ہے۔وہ منظر میں خوبصورتی اور حسن کی اعلیٰ خوبیاں پیدا کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ فیروز اللغات (اردو) جامع نیا ایڈیشن جدید ترتیب اور اضافوں کے ساتھ مرتبہ: الحاج مولوی فیروز الدین، فیروز سنز لمیٹڈ، کراچی تیسرا ایڈیشن، ۱۹۸۳ء، ص ۱۲۹۵

۲۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، ناول فنی نقطۂ نظر سے (مضمون) مشمولہ: اردو نثر کا فنی ارتقاء، مرتب: فرمان فتح پوری، ایجوکیشنل پبلشنگ، دہلی ۱۹۹۴ء، ص ۷۷

۳۔ قمر رئیس، ڈاکٹر، پریم چند کا تنقیدی مطالعہ بہ حیثیت ناول نگار، ایجوکیشنل پبلشنگ دہلی، ۲۰۰۴ء، ص ۳۸۰

۴۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، ناول فنی نقطہ نظر سے، (مضمون) مشمولہ: اردو نثر کا فنی ارتقاء، مرتب: فرمان فتح پوری، ایجوکیشنل پبلشنگ، دہلی، ۱۹۹۴ء، ص ۸۸

۵۔ شمع افروز زیدی، ڈاکٹر، اردو ناول میں طنز و مزاح، پروگریسو بک لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۳۷

۶۔ میمونہ انصاری، ڈاکٹر، مرزا ہادی رسوا سوانح حیات و کارنامے، گنج شکر پریس لاہور ۳۰۰۲ء، ص ۲۰۲

۷۔ بدرہ خاتون، پاکستانی ناول پر تقسیمِ ہند کے اثرات، تحقیقی مقالہ برائے ایم فل اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۵ء، ص ۸۲

۸۔ علی عباس حسینی، ناول کی تاریخ و تنقید، لاہور اکیڈمی لاہور، ۱۹۶۴ء، ص ۸۴

۹۔ ممتاز احمد خان، ڈاکٹر، آزادی کے بعد اردو ناول، ہیئت، اسالیب اور رجحانات، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۱۹۹۷ء ص ۶۲

۱۰۔ احسان اکبر، پاکستانی ناول ہیئت، رجحان اور امکان، مشمولہ: پاکستانی ادب، سرسیدین تنقید، پانچویں جلد، مرتبین: رشید امجد/ فاروق علی، فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج راولپنڈی ۱۹۸۲ء، ص ۸۰۸

۱۱۔ فیروز اللغات اردو جامع مرتبہ: الحاج مولوی فیروز الدین، فیروز سنز، لاہور، تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۳ء ص ۴۳۸

۱۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، پاکستانی کلچر، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۵ء، ص ۴۲